فصل پنجم

گستاخی نمبر ۱

حضرت علیؓ سے شیعوں کی گستاخیاں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ووٹ لینے کی خاطر ہر حربہ استعمال کیا

احتجاج طبرسی:۔

فَقَالَ سَلْمَانُ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ حَمَلَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ عَلٰى حِمَارٍ وَ اَخَذَ بِيَدِ ابْنَيْهِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَلَمْ يَدَعْ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ بَدْرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَلَا مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَّا اَتٰى مَنْزِلَهُ وَ ذَكَّرَهُ حَقَّهُ وَ دَعَاهُ اِلٰى نُصْرَتِهِ فَمَا اسْتَجَابَ لَهُ مِنْ جَمِيْعِهِمْ اِلَّا اَرْبَعَةٌ وَ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا فَاَمَرَهُمْ اَنْ يُّصْبِحُوْا بُكْرَةً مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَهُمْ مَعَهُمْ سِلَاحُهُمْ وَقَدْ بَايَعُوْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَاَصْبَحَ وَلَمْ يُوَافِقْهُ مِنْهُمْ اَحَدٌ غَيْرُ اَرْبَعَةٍ قُلْتُ

لِسُلَیْمَانَ مِنَ الْاَرْبَعَۃُ؟ قَالَ اَنَا وَاَبُوْ ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَالزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ۔

(۱۔ احتجاج طبرسی جلد اوّل ص ۱۰۷ اما
جری بعد الرسول صلی اللہ علیہ
وسلم طبع جدید مطبوعہ نجف اشرف
طبع قدیم ص ۵۲ نجف اشرف)
(۲۔ انوار نعمانیہ جلد اول ص ۱۰۶ انور علوی
مطبوعہ تبریز طبع جدید و طبع قدیم ص ۳۵)
(۳۔ بیت الاحزان ص ۸۷ مطبوعہ قم طبع جدید)
(۴۔ کتاب سلیم ابن قیس ہلالی ص ۸۲ مطبوعہ
بیروت طبع جدید)

ترجمہ:۔
راوی کہتا ہے۔ کہ سلیمان فارسی نے کہا۔ کہ جب رات ہوئی۔ تو حضرت علی نے حضرت فاطمہ کو گدھے پر سوار کیا۔ اور حسن وحسین کے ہاتھ پکڑے اور بدر میں شریک ہر ایک مہاجر اور انصار کے گھر گھر گئے۔ اور اپنا حق جتلایا۔ اور اپنی مدد کرنے کو کہا۔ تو ان میں سے صرف چوالیس آدمیوں نے حامی بھری آپ نے انہیں صبح سویرے مسلح ہو کر اور سر منڈوا کر آنے کو کہا۔ ان لوگوں نے مرنے مارنے پر بیعت کی۔ جب صبح ہوئی۔ تو چار افراد کے سوا کسی نے موافقت نہ کی۔ میں نے پوچھا۔ وہ چار کون تھے؟ کہا میں (سلمان فارسی) ابوذر، مقداد اور زبیر بن عوام۔

تہذیب المتین :-

منقول ہے۔ کہ جس روز ابوبکر کے ساتھ بیعت ہوئی۔ اسی رات کو آنحضرت نے جناب فاطمہ کو پشتِ حمار پر سوار کیا۔ اور حسن و حسین اپنے دونوں نورِ چشموں کو ہمراہ لیا۔ اور جملہ مہاجر و انصار شرکاء بدر کے گھروں پر جا کر اپنی نصرت و حمایت کی طرف ان کو دعوت دی۔ اور حدیث غدیر کو یاد دلایا۔ یعنی اتمام حجت بالکل وجوہ فرمایا۔ کل چالیس اشخاص نے حضرت کی دعوت قبول کی۔ آپ نے ان کو امر کیا۔ کہ کل صبح سر منڈوا کر اور ہتھیار لگا کر ہمارے پاس آئیں۔ اور سر و جان کی شرائط پر شرائط بیعت بجا لائیں۔ مگر خوف و ہراس نے ان پر غلبہ کیا۔ اور اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔ چنانچہ دن ہوا۔ تو سوائے چار اشخاص سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد اسود و عمار یاسر و بروایتے زبیر بن عوام کے کوئی نہ آیا۔ آپ نے دوسرے پھر تیسرے روز ایسا ہی کیا۔ رات وعدہ کرتے تھے۔ مگر صبح کو کوئی اسے وفا نہ کرتا تھا۔ اِلّا وہی چار اشخاص حضرت ابوعبداللہ جعفر صادق کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام خلقت مرتد ہو گئی تھی۔ الا تین اشخاص۔ سلمان۔ ابوذر، مقداد۔

(تہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین جلد ۱
ص ۲۶۶ تا ۲۶۷ مطبوعہ یوسفی دہلی)

گستاخی ۲ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے موت سے ڈرتے ہوئے مجبوراً بیعتِ صدیق کی۔

تہذیب المتین :

بروایتے عباس بن عبد المطلب کو معلوم ہوا۔ کہ علی علیہ السلام تلواروں کے نیچے بیٹھے ہیں۔ اور روتے ہوئے آئے اور غل مچاتے تھے۔ لوگو! میرے برادر زادے سے ہاتھ اٹھاؤ۔ اور رفق و مدارا کرو اس کے ساتھ۔ میں اس سے بیعت کرادوں گا پس انہوں نے حضرت کا ہاتھ پکڑ کر خلیفۂ اول کے ہاتھ سے مَس کر دیا۔ اور وہ اس پر رضامند ہو گئے۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المؤمنین نے بیعت نہیں کی۔ تاوقتیکہ آنحضرت کے گھر سے دھواں بلند نہیں ہوا۔

(۱۔ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین، جلد اول ص ۷۶ مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی)

(۲۔ بیت الاحزان ص ۷۶ فیما قال ابو عبیدہ ابن جراح مطبوعہ قم۔

(۳۔ احتجاج طبرسی بالفاظ ص ۵۴ طبع قدیم و طبع جدید جلد اول ص ۱۱۱ اکراہ علی علی البیعۃ)

گستاخی ۳:

حضرت کے گلے میں رسی ڈال کران سے بیعت لی گئی

جلاؤالعیون:-

پس آں کافران ریسمانی در گردن امیر المؤمنین انداختند و بسوے مسجد کشیدند۔

(۱) جلاؤالعیون جلد اول ص ۲۱۹۔ زندگانی فاطمہ مطبوعہ طہران طبع جدید)

(۲۔ رجال کشی ص۱۲۱ مطبوعہ کربلا۔ ذکر سلمان فارسی)

(۳۔ فیما وقع علی باب بیت فاطمہ مطبوعہ قم طبع جدید)

(۴۔ حملہ حیدری ص۲۸۲ مطبوعہ تہران ماجرائے بردن امیر المؤمنین در مسجد)

ترجمہ:-

پس وہ کافر امیر المؤمنین کے گلے میں رسی ڈال کر مسجد کی طرف کھینچ لے گئے

(معاذ اللہ)

گستاخی ۴۱:

حضرت علی نے اپنے زمانہ خلافت میں بھی دباؤ میں آکر حق کو ظاہر نہ کیا

مجالس المؤمنین:-

دیگر آنکہ چوں حضرت امیر در ایام خلافت خود دید کہ اکثر مردم حسن سیرت ابوبکر و عمر را معتقد اند وایشاں را بر حق می دانند۔ قدرت براں نداشت کہ کاری کند کہ دلالت بر فساد خلافت ایشاں داشتہ باشد بنابر آنکہ مخالفت قول و فعل ایشاں دلیل است بر آنکہ ایشاں ظالم بودہ اند۔ و لیاقت خلافت حضرت پیغمبر نداشتند۔ و چوں نہ قدرت برآں داشتہ باشد و حال آنکہ اکثر اہل آں زمان را اعتقاد آں بود کہ امامت حضرت امیر مبنی بر امامت ایشاں است۔ و فسادِ امامت ایشاں را دلیل فساد امامت اومی دانند و مشہور است کہ حضرت امیر در ایام خلافت مردم را از نماز تراویح کہ بدعت عمر است منع کرد وایشاں بفریاد آمدند و آوازہا بلند کردند۔ کہ واعمراہ تا آنکہ آنحضرت بنابر مصلحت وقت ایشاں را بحال خود داشت۔

۱- مجالس المومنین جلد اول ص ۵۴، مطبوعہ تہران سن طباعت ۱۳۷۵ھ در ذکر ندا ک

۲- انوار نعمانیہ جلد اول ص۴۶ نور در تفوی مطبوعہ تبریز ایران طبع جدید و طبع قدیم ص۱۵

ترجمہ :-

(حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغ فدک کو واپس کیوں نہ کیا ؟ نور اللہ شوستری اس کا اس مقام پر دوسرا جواب ذکر کر رہا ہے) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں دیکھا کہ لوگ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حسن سیرت کے، انتہائی معتقد ہیں۔ اور انہیں حق پر سمجھتے ہیں۔ تو اس بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ ہمت نہ ہوئی۔ کہ کوئی ایسا کام کریں۔ جو ان کی خلافت کے فاسد ہونے پر دلالت کرتا ہو۔ کیونکہ شیخین کے قول و فعل کی مخالفت ان کے ظالم ہونے کی دلیل بنتی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بننے کی عدم اہلیت اس سے ظاہر ہوتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اتنی ہمت کیونکر تھی۔ اس لیے کہ حالت یہ تھی کہ اس دور کے اکثر لوگوں کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ حضرت علی کی خلافت ان کی خلافت پر مبنی ہے۔ اور لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ اگر بالفرض شیخین کی امامت ناجائز تھی۔ تو اس سے حضرت علی کی امامت بھی ناجائز ہو جاتی ہے اور مشہور ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں لوگوں کو نماز تراویح سے جو کہ حضرت عمر کی بدعت (شروع کردہ) تھی۔ روکا۔ تو لوگوں نے وا عمراہ کا شور مچا دیا۔ اور اس وقت تک لوگ خاموش نہ ہوئے۔ جب تک حضرت علی نے مصلحت وقت کے تحت فیصلہ واپس لے کر لوگوں کو اپنے حال پر نہ چھوڑا۔

گستاخی ۵:-

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو گالی دینے کی اجازت دے دی کیونکہ شیعوں کی اس میں نجات اور حضرت کی زکوٰۃ ہے۔

معاذ اللہ

نہج البلاغۃ:-

اَلَا وَاِنَّهٗ سَيَاْمُرُكُمْ بِسَبِّيْ وَالْبَرَاءَةِ مِنِّيْ فَاَمَّا السَّبُّ فَسُبُّوْنِيْ فَاِنَّهٗ لِيْ زَكٰوةٌ وَلَكُمْ نَجَاةٌ

(۱۔ نہج البلاغہ خطبہ ۵۷ ص ۹۲ مطبوعہ بیروت چھوٹا سائز)
(۲۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص ۲۶۹ فی اخبارہ بالغیب مطبوعہ قم)
(۳۔ امالی طوسی جلد اوّل ص ۲۱۳ الجزالثامن مطبوعہ قم)

ترجمہ:-

غور سے سنو! عنقریب وہ تمہیں حکم دے گا کہ تم مجھے گالی دو۔ اور مجھ سے بیزاری کا اظہار کرو۔ (میں تمہیں ایک بات کی اجازت دیتا

ہوں) تم مجھے گالی دے دینا کیونکہ یہ میرے لیے گناہوں کا کفارہ اور تمہارے لیے ذریعہ نجات ہوگا۔

ترجمہ ۲:-

خبردار ہو جاؤ۔ وہ تم کو مجھے سب و شتم اور مجھ سے بیزاری کرنے کا حکم دے گا۔ رہا سب و شتم تو تم (تقیۃً) اس پر عامل ہونا کیونکہ یہ امر میرے لیے درجات عالیہ اور تمہارے لیے (اس کے شر و فساد سے) نجات کا سبب ہے۔

(نیرنگ فصاحت خطبہ ۵۵ صفحہ مطبع یوسفی)

گستاخی ۶:-

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو گریبان سے پکڑا گیا۔

تو انہوں نے زاری کرتے ہوئے بارگاہ رسالت

میں فریاد کی

جلاء العیون:-

در کتاب اختصاص و بصائر الدرجات و سائر کتب بسندہائے معتبر از حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ اند کہ چوں گریبان امیر المؤمنین علیہ السلام را گرفتند ایستاد گفت آنچہ ہارون در جواب موسیٰ گفت کہ

"یَا بْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ"، من
واے فرزند مادرِ من بدرستیکہ قوم مرا ضعیف گردانیدند۔ و نزدیک شد کہ مرا
بکشند۔

(جلاء العیون جلد اول ص ۱۲۳ مطبوعہ تہران
تذکرہ مشاہدہ غرائب احوال از روضۂ منورہ)

ترجمہ:-

کتاب اختصاص، بصائر الدرجات اور تمام کتابوں میں معتبر سند کے ساتھ حضرت صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گریبان لوگوں نے پکڑا، اور اٹھا کر انہیں ابو بکر صدیق کی بیعت کے لیے مسجد میں لے گئے۔ راستہ میں قبر رسول پر کھڑے ہو کر انہوں نے وہ کہا۔ جو حضرت موسیٰ کے سخت لہجہ کے وقت حضرت ہارون نے کہا تھا یعنی اے میرے بھائی، میری ماں جائے بے شک قوم نے مجھے کمزور اور بے بس کر دیا اور قریب تھا۔ کہ مجھے قتل کر دیتے۔

گستاخی ۷:

حضرت علی کو شیعہ حضرات نے انتہا درجہ کا بزدل ثابت کیا (معاذ اللہ)

جلاء العیون:-

"بروایتے دیگر جب دروازہ دردولت پر پہنچے۔ اور جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا اندر آنے سے مانع ہوئیں۔ اس وقت قنفذ نے بروایت دیگر ثانی نے

تازیانہ یا بازو سے جناب فاطمہ علیہا السلام پر مارا۔ کہ بازو جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مضروب ہو کر سوج گیا۔ مگر پھر بھی جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جناب امیر علیہ السلام سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ اور ان لوگوں کو گھر میں آنے سے منع کیا۔ یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر گر گیا۔ جس نے پسلیوں کو شکستہ کر دیا۔ اور اس فرزند کو جو شکم میں تھا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا نام محسن رکھا تھا، شہید کر دیا۔ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی صدمۂ ضربت سے انتقال کیا۔

(جلاء العیون جلد اوّل ص ۲۱۹ مطبوعہ تہران ستم ھائے وارده بر اہل بیت

دیگر روایت۔ دیگر مغیرہ بن شعبہ نے بحکم حضرت دوم دروازہ شکم محترمہ جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر گرا دیا۔ اور ان کے فرزند محسن کو ان کے شکم ہی میں شہید کر دیا۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام کو مسجد میں لے گئے۔ جفا کار واشقیائے امت پیچھے پیچھے تھے۔ اور کوئی نصرت و مدد حضرت کی نہ کرتا تھا۔ سلیمان وابوذر و مقداد و عمار و بریدہ اسلمی روتے پیٹتے اور کہتے تھے کیا جلد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تم لوگوں نے خیانت کی کینہ ہائے سینہ کو ظاہر کیا اور انتقام حضرت کا ان کے اہل بیت سے لیا۔ اس وقت بریدہ اسلمی نے کہا اسے ...... سب قریش تیری اصلیت اور نسب کو جانتے ہیں اور تجھے پہچانتے ہیں۔ کہ کتنی نسب کے زنا سے تو پیدا ہوا ہے۔ ایسا شخص خانۂ اہل بیت میں اور پیغمبر کی بیٹی کو مجروح کرے۔ برادر اور وصی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رسوائی سے مسجد میں لے جائے۔ جب ابو بکر کی نظر جناب امیر علیہ السلام پر پڑی۔ لوگوں سے کہا چھوڑ دو جناب امیر علیہ السلام

نے فرمایا۔ اے ابوبکر کس حق اور کس میراث اور کس فضیلت پر تو نے خلافت میں تصرف کیا۔ کل بحکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے تو نے غم غدیر میں بیعت کی اور بحکم پیغمبر مجھ پر بامارت مومناں تو نے سلام کیا۔ یہ سن کر شمشیر غلاف سے کھینچ کر بالائے سر جناب امیر علیہ السلام کھڑا ہو گیا۔ اور کہا ان باتوں کو جانے دو۔ اور بیعت کرو۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر بیعت نہ کروں تو کیا کرو گے۔ ثانی نے کہا۔ اگر بیعت نہ کرو گے۔ تو قتل کرونگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول کے بھائی کو قتل کرے گا۔ بخدا سوگند۔ اگر مجھے خیال حکم خدا اور اطاعت نہ ہو۔ تو ابھی اچھی طرح معلوم ہو جاتا۔ کہ کون زیادہ ضعیف ہے۔

(جلاء العیون اردو جلد اول ص ۲۷۰-۲۷۱
مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس
ریلوے روڈ لاہور)

لما ذالحن شیعہ:۔

فَإِنْ قُلْتَ لَمْ يُقَاطِعِ الْإِمَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ آبَا بَكْرٍ مَعَ ظُلْمِهِ لَهُ وَغَصْبِهِ حَقَّهُ مِنْهُ بَلْ كَانَ يُعِينُهُ بِرَأْيِهِ عَلَى أَمْرِهِ وَفِي ذٰلِكَ تَقْوِيَةٌ لِبَاطِلِهِ؟
قُلْتُ كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ عَلَى وَجْهِ التَّقِيَّةِ حَقْنًا لِدَمِهِ وَدِمَاءِ شِيْعَتِهِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ قَاطَعَهُ بِالْمَرَّةِ لَقَتَلَهُ

مَعَ شِيْعَتِهِ وَاَوْلِيَآءِهٖ .... فَحَقَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذٰلِكَ دَمَهٗ وَ دِمَآءَ شِيْعَتِهٖ وَحَقْنُ الدَّمِ عِنْدَ الْخَوْفِ عَلَى النَّفْسِ مِنَ الْقَتْلِ وَاجِبٌ عَقْلًا وَّ نَقْلًا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً ۔ وَمَعَ ذٰلِكَ فَقَدْ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَشْكُوْا اَبَا بَكْرٍ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ۔

(لماذا نحن شیعۃ مصنفہ محمد رضی شیعہ ص ۱۰۶
مطبوعہ قاہرہ مصر)

ترجمہ:۔

اگر آپ کہیں حضرت امام (علی) علیہ السلام نے ابو بکر سے قطع تعلق کیوں نہ کیا باوجودیکہ ابو بکر نے ان پر ظلم کیا ان کا حق غصب کیا، باوجود ازیں حضرت علی اپنی رائے اور مشورہ سے اس کی مدد کرتے رہے اس طرح ابو بکر کے باطل کام کی تقویت ہوتی رہی؟

میں جواب یہ دوں گا کہ حضرت علی نے یہ طریقہ کار بطور تقیہ اختیار کیا تاکہ اپنا اور شیعوں کا خون بچا سکیں۔ کیونکہ اگر آپ ابو بکر سے ایک بار بھی قطع تعلق کرتے تو انہیں ان کے شیعوں سمیت قتل کر دیا جاتا۔ اس لیے حضرت علی نے اس طرح اپنے اور اپنے شیعوں کا خون ضائع ہونے سے بچا لیا۔ اور جب اپنی جان کو قتل کا خوف ہو تو اپنا خون بچانا عقلاً بھی واجب ہے۔ اور شرعاً بھی۔ اللہ فرماتا ہے۔ جب جان کا خطرہ ہو تو کفریہ لفظ بولا

جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود حضرت علی علیہ السلام اکثر اوقات ابو بکر سے اپنے حق کا شکوہ کرتے رہتے تھے۔

ان ساتوں گستاخیوں سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حصولِ خلافت کی خاطر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گدھے کی پشت پر بٹھا کر بدری مہاجرین و انصار کے دروازوں پر بطور سفارش پھرایا اس کے باوجود چار افراد کے سوا کسی نے حمایت نہ کی۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلواروں کے سایہ میں بیٹھے دیکھ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے منت سماجت کی۔ کہ میرے بیٹے کو کچھ نہ کہنا میں ان سے بیعت کروائے دیتا ہوں۔ لہذا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مس کروایا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر کھینچ کر لایا گیا۔ جب ان کا گزر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر ہوا تو پکار اٹھے۔ او ماں جائے میرے بھائی! لوگوں نے مجھے بے بس کر دیا ہے اور میرے قتل کے درپے ہیں۔ یہ کہہ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ اور اپنی جان کے خوف سے ہمیشہ با دل نخواستہ باطل کی تقویت کرتے رہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بہتر مشورے دیتے رہے بلکہ ایسا کرنا آپ پر واجب تھا۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں بعض احکام شرعیہ نافذ نہ کر سکے۔ اس میں رکاوٹ یہ تھی۔ کہ لوگ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی خلافت کو خلافتِ علی کے لیے بنیاد سمجھتے تھے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ شیخین میں سے کسی ایک کے طریقہ کے مخالف چلتے۔ تو لوگ یہ برداشت نہ کر سکتے۔ اس لیے جب نماز تراویح کو روکنا چاہا۔ جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شروع

فرمایا عمادتو راے عامراں کے خلاف ہو گئی۔ حتی کہ آپ کو رائے بدلنی پڑی۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے اور بُرا بھلا کہنے کو کوئی کہے۔ تو اس کی بات مان کر گالی دینا چاہیے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں حضرت علی کے لیے زیادہ درجات کی بلندی اور سب وشتم کرنے والے کے لیے نجات ہے۔

تردید امرِ اوّل: طلب خلافت کیلئے حضرت علی در بدر پھرتے تھے کی تردید شانِ اہل بیت کی روشنی میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حصولِ خلافت کے لیے تمام مہاجرین وانصار کے دروازہ پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو لے جا کر اپنا حق طلب کیا۔ اس میں صرف حضرت علی کی ہی توہین نہیں بلکہ سیدہ خاتون جنت کی انتہا درجہ گستاخی اور بے ادبی ہے۔ ہم گذشتہ اوراق میں "کشف الغمہ" کے حوالہ سے ذکر کر چکے ہیں۔ کہ خاتون جنت نے بوقت وصال یہ وصیت فرمائی تھی۔ کہ میرا جنازہ رات کے وقت اٹھایا جائے۔ تاکہ کوئی شخص مجھے کفن میں لپٹا ہوا بھی نہ دیکھ سکے۔ لیکن ان نام نہاد "محبان اہل بیت" پر صد افسوس کہ انہوں نے خاتون جنت کو وہ مقام بھی نہ دیا جو ان کی اپنی بیٹیوں کو نصیب ہے۔ انہیں اگر اپنی بیٹی یا بیوی کو کسی کے گھر پر سوالی بنا کر لے جانا پڑے۔ تو اسے اپنے لیے عار سمجھیں گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نیک اختر حیدر کرار کی بیوی اور حسنین کریمین کی والدہ کو ان ظالموں نے من گھڑت روایات کے ذریعہ سوالی بنا کر در بدر پھرایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کیسے گوارا ہو گا۔ کہ وہ دختر رسول کو در بدر لیے پھریں۔ اور خلافت کی بھیک مانگیں۔

حاشا وکلا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہونا ناممکن ہے۔ گویا اس ایک من گھڑت واقعہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الگ توہین کی گئی۔ اور سیدہ خاتون جنت کی عصمت وعزت کو داغدار کرنے کی ناپاک جسارت بھی کی گئی۔ اور پھر یہ سب کچھ "محبت اہل بیت" کالاحقہ

رچا کر کیا گیا۔ جن کی شجاعت و جوانمردی پر زمانہ گواہ جنہیں ''اسد اللہ الغالب'' کا لقب ملا۔ انہیں تم اس قدر گیا گزرا ثابت کرو۔ اور جن کی عصمت و طہارت اور شرم و حیا کا یہ عالم کہ چاند سورج نے جن کو نہ دیکھا۔ تم ان کے بارے میں دریدہ دہنی کرتے اتنے کے قصّے گھڑو۔ یہ سب کچھ پڑھنے سننے کے بعد اس افسانہ تراشنے والے پر لعنت بھیجنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔

تردید امر دوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ بزدل تھے کی تردید آپ کے بہادرانہ اقوال کی روشنی میں۔

حضرت شیرِ خدا کی طرف اس بات کی نسبت کرنا کہ آپ کے گلے میں رسی ڈال کر اور کھینچ کر آپ کو مسجد میں لایا گیا۔ اور جب آپ روضہ پاک کے سامنے آئے۔ تو رو کر عرض کی۔ کہ ہمیں بے بس کر دیا گیا۔ اور لوگ میرے قتل در پے ہیں۔ پھر ابو بکر صدیق کے ہاتھ سے ان کا ہاتھ مس کرا کے بیعت کا معاملہ ختم کر دیا گیا۔

اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد ہر شخص یہی سمجھے گا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس میں بھی انتہائی طور پر گستاخی اور بے ادبی کی گئی۔ کیونکہ اپنا بیگانہ سبھی جانتے ہیں۔ کہ شجاعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاصہ تھا۔ اور باطل کے سامنے جھکنا انہیں آتا ہی نہ تھا۔ انہی کی یہ شان ہے۔ ؎

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

اسی شخصیت کے بارے میں یہ تصور کرنا کہ انہیں گلے میں رسی ڈال کر بھیڑ بکریوں کی طرح کھینچا گیا۔ کہاں محبت ہے؟ اور اس تصور کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے کیا تعلق ہے؟ باقی رہا یہ کہ آپ نے بادل نخواستہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ورنہ دل نہ چاہتا تھا۔ یہ بھی گستاخی ہے۔ کیونکہ اس کی تردید خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

فرما دی ہے۔ آپ کے اپنے اقوال ملاحظہ ہوں۔

حضرت علیؓ کے اپنے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں

قول اوّل :-

مناقب ابن شہر آشوب :-

وَاللهِ لَوْ تَظَاهَرَتِ الْعَرَبُ عَلَى قِتَالِي لَمَا وَلَّيْتُ عَنْهَا وَلَوْ اَمْكَنَتِ الْفُرَصُ مِنْ رِقَابِهَا لَسَارَعْتُ إِلَيْهَا ۔

(۱۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص ۸۴ فی المسابقۃ الشجاعۃ مطبوعہ قم)

(۲۔ نہج البلاغۃ خطبہ نمبر ۴۵ ص ۴۱۸ مطبوعہ بیروت طبع جدید چھوٹا سائز)

ترجمہ:-

خدا کی قسم! اگر تمام عرب مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہو جائیں۔ تو میں کبھی پشت نہ دکھاؤں گا۔ جب تک میرے لیے یہ ممکن رہا۔ کہ میں ان کی گردنیں ماروں۔ اس وقت تک میں ان پر تابڑ توڑ حملے کروں گا۔

قول ثانی:-

نہج البلاغہ :-

لَقَدْ كُنْتُ وَمَا أُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ وَلَا أُرْهَبُ بِالضَّرْبِ وَإِنِّي

لعلیٰ یقینٍ من ربی و غیر شبھۃٍ من دینی۔

(نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۲۲ ص ۴۶ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:۔

میدان حرب و ضرب میں قائم رہنا تو میرا ہی حصہ ہے۔ میں کبھی لڑائی کے نام سے ڈرایا نہیں جا سکتا۔ اور نہ کبھی ضرب نیزہ و شمشیر سے مجھے خوف دلایا جا سکتا ہے۔ (کسی شخص نے میدان جنگ میں خوف و بیم کی نسبت ہی میری طرف نہیں کی) میں اپنے پروردگار کی جانب سے یقین پر محکم و استوار ہوں۔ (مجھے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہے۔ اور وہ موت جس سے تم لوگ خوف کر رہے ہو۔ اور دوسروں کو بھی ڈرا رہے ہو۔ میرے پروردگار عالم نے اس موت کے خوف سے مجھے نجات عطا فرمائی ہے۔ میں تو اس سے مانوس ہوں۔ حیات ابدی کا شائق ہوں۔ مجھے اس سے ذرہ بھی خوف یا وحشت نہیں ہے) اور مجھے اپنے دین اسلام میں کوئی شبہ اور شک نہیں ہے

قول ثالث:۔

نہج البلاغہ:۔

اَلذَّلِیْلُ عِنْدِیْ عَزِیْزٌ حَتّٰی اٰخُذَ الْحَقَّ لَهٗ وَ الْقَوِیُّ عِنْدِیْ ضَعِیْفٌ حَتّٰی اٰخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ رَضِیْنَا عَنِ اللّٰهِ قَضَآءَهٗ وَ سَلَّمْنَا لِلّٰهِ اَمْرَهٗ اَتَرَانِیْ اَکْذِبُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ اللّٰهِ لَاَنَا اَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهٗ فَلَا اَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ کَذَبَ عَلَیْهِ فَنَظَرْتُ فِیْ

أَمْرِي فَإِذَا طَاعَتِي قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِي وَإِذَا الْمِيثَاقُ فِي عُنُقِي لِغَيْرِي ۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۳۷ ص ۸۱ مطبوعہ تبریز طبع جدید)

ترجمہ:-

ہر ایک ذلیل میرے نزدیک عزیز ہے۔ تاوقتیکہ میں اس کے غیر سے اس کا حق لے لوں۔ اور ہر ایک قوی میرے نزدیک ضعیف ہے۔ حتیٰ کہ مستحق کا حق اس سے دلایا جائے۔ (ہر وہ شخص جو اپنی قوت غضبیہ کا پابند ہو کر کسی کا حق چھین رہا ہے۔ میری عقل اور میری عدالت اُسے مقہور و منکوب کر سکتی ہے) ہم رضائے الٰہی کے پابند ہو کر اس کی قضا پر راضی ہیں۔ اور ہم نے اس کے حکم کو بسر و چشم تسلیم کر لیا ہے۔ (اور ہم بدوں شائبہ شرک کے اس کے حکم کو اسی سے مختص سمجھتے ہیں۔ اب پیغمبر کی ذات کے بعد جو ہم نے جہاد میں اور احقاق حق میں تاخیر کی۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ اغیار اس کے مستحق ہیں۔ اور ہمیں وہ حق نہیں پہنچتا۔ بلکہ یہ رضا بقضائے الٰہی کا معاملہ تھا) کیا تو گمان کرتا ہے۔ کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھ رہا ہوں۔ کیا میں معاذ اللہ دروغ کو ان کی طرف نسبت دے رہا ہوں۔ (وہ اپنے آپ کو ان کا خلیفہ بلا فصل ثابت کرنا اور مطابق وحی خدا اپنے تقرر خلافت کا اظہار رسول اللہ کا بارہا اس کی تشریح کرنا یہ معاذ اللہ حضرت پر اتہام نہیں۔ اور میں ان پر جھوٹ نہیں بول سکتا۔ کیونکہ) قسم خدا کی میں وہ پہلا شخص ہوں۔ جس نے رسول کی تصدیق کی ہے۔ اور اب میں کیونکر اس کی اول تکذیب کرنے والا ہو سکتا ہوں (اور یہ اسی صبر و رضا کا پرتو ہے۔ کہ وفاتِ رسول کے بعد) جب میں نے اپنے امور پر نظر کی۔ تو ناگاہ میں نے دیکھا کہ میرا خدا کی اطاعت کرنا اپنے لیے

بیعت لینے سے مقدم ہے۔ (یعنی اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینا اپنے لیے بیعت لینے سے مقدم ہے۔)

(نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ ص۵۷
مطبوعہ یوسفی۔ دہلی)

قول رابع:۔ جو اہلیت کے باوجود اپنا حق نہ مانگے میں اس سے لڑتا رہوں گا:۔

نہج البلاغہ:۔

اَلَا وَاِنِّیْ اُقَاتِلُ رَجُلَیْنِ رَجُلًا اِدَّعٰی مَا لَیْسَ لَهٗ وَ اٰخَرُ مَنَعَ الَّذِیْ عَلَیْهِ۔

(نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۷۲ ص ۲۴۸
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔

خبردار! میں دو شخصوں سے ضرور لڑوں گا۔ ایک اس سے جو ایسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے۔ جو اس کی نہیں۔ دوسرا وہ جو اس چیز کو منع کرے۔ جو اس پر واجب ہے۔

نوٹ:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان اقوال نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ جو شخص آپ کے بارے میں یہ کہتا ہے۔ کہ آپ کے گلے میں رسی ڈال کر بیعت کے لیے مجبور کیا گیا وہ بہت بڑا کذاب ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی کسی چیز (خلافت) کا

اہل نہ ہو۔ اور اس کا دعوای کرے۔ تو میں اس کے خلاف ضرور لڑوں گا۔ اگر میرے مقابلہ میں پورا عرب بھی آجائے۔ تو ان کی گردنیں اتار نے میں دیر نہ کروں گا۔ جب کہ یہ امر ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسئلہ خلافت پر جنگ نہیں لڑی۔ اور جہاد نہیں کیا۔ تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے۔ کہ آپ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اس لیے کی۔ کہ آپ انہیں خلافت کا اہل سمجھتے تھے۔ بلکہ اس بیعت کرنے کو بطور خوشی ذکر کر رہے ہیں۔ کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عہد لیا ہوا ہے۔ کہ میں آپ کے وصال کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لوں۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر بیعت کرنے کا قصہ ایک مظلومانہ افسانہ ہے۔ اور پھر اس قصہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روضہ رسول پر گریہ وزاری کرتے دکھاتا اور اپنی بے بسی پہ روتا ظاہر کرنا اور مظلومانہ انداز میں فریاد کرنا یہ سب کچھ شیعہ حضرات کی خرافات اور یاوہ گوئیاں ہیں۔ ان کے ذریعہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کی توہین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کما حقہ تعظیم و توقیر کی توفیق بخشے آمین۔

تردید امر سوم:۔ "آپ نے حق نہ ظاہر کیا" آپ کی وصیت کی روشنی میں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس امر کی نسبت کرنا کہ آپ اپنے دورِ خلافت میں بعض احکامات شرعیہ پر عمل نہ کر سکے یہ بھی آپ کی ذات پر بہت بڑا بہتان اور اتہام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت اس امر کی صاف صاف تردید کرتی ہے۔

وصیت ۱:

نہج البلاغہ:۔

أُوْصِيكُمَا بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ اَلَّا تَبْغِيَا الدُّنْيَا وَاِنْ

اِبْتَغَتْکُمَا وَلَا تَاسَفَا عَلٰی شَیْءٍ مِنْہَا ذُوِیَ عَنْکُمَا وَقُوْلَا
بِالْحَقِّ وَاعْمَلَا لِلْاَجْرِ وَکُوْنَا لِلظَّالِمِ خَصْمًا وَلِلْمَظْلُوْمِ
عَوْنًا اُوْصِیْکُمَا وَجَمِیْعَ وَلَدِیْ وَاَہْلِیْ وَ مَنْ
بَلَغَہٗ کِتَابِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَنَظْمِ اَمْرِکُمْ وَصَلَاحِ
ذَاتِ بَیْنِکُمْ۔

(نہج البلاغہ چھوٹا سائز خطبہ نمبر ۴۷ ص ۴۲۱
مطبوعہ بیروت

ترجمہ:۔

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سر مبارک پر جب ابن ملجم نے تلوار ماری۔ تو آپ نے حسنین کریمین کو بلوا کر یہ وصیت فرمائی۔) میں تم دونوں کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میری یہ وصیت ہے۔ کہ تم دنیا کو طلب نہ کرنا۔ اگرچہ وہ تمہیں طلب کرے۔ تمہاری طرف مائل ہو۔ اور کبھی ایک چیز پر حسرت اور افسوس ظاہر نہ کرو۔ جو از قسم مال دنیوی تم تک پہنچنے سے روک دی جائے سچی باتوں پر زبان کھلے۔ اجر و ثواب کے واسطے عمل کرنا۔ ظالم کے دشمن رہنا اور مظلوم کے مددگار (میں تم دونوں کو خصوصًا) اور تمام بیٹوں اور اہل و عیال اور جس شخص کو بھی یہ نوشتہ ملے اس کو (عمومًا) وصیت کرتا ہوں۔ کہ تقوی الٰہی اختیار کرو۔ اور اپنے امر دین کا اہتمام کرو۔

(نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ ص ۴۲۷
مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی)

وصیت نمبر(۲):-

نہج البلاغہ:-

وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي الْقُرْآنِ لَا يَسْبِقُكُمْ بِالْعَمَلِ بِهِ غَيْرُكُمْ وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّهَا عَمُودُ دِينِكُمْ وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي بَيْتِ رَبِّكُمْ لَا تُخْلُوهُ مَا بَقِيتُمْ فَإِنَّهُ إِنْ تُرِكَ لَمْ تُنَاظَرُوا وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي الْجِهَادِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَعَلَيْكُمْ بِالتَّوَاصُلِ وَالتَّبَاذُلِ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّدَابُرَ وَالتَّقَاطُعَ لَا تَتْرُكُوا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُوَلَّى عَلَيْكُمْ شِرَارُكُمْ ثُمَّ تَدْعُونَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔

(نہج البلاغہ چھوٹا سائز خطبہ ۴۷ ص ۴۲۲
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:-

رعایت قرآن کرنے میں خدا سے پرہیز کرو۔ تقوی کو اپنا شعار بناؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ تمہارا غیر اس پر عمل کرنے میں سابق ہو جائے۔ ڈرو خدا سے ڈرو خدا سے نماز کے بارے میں۔ کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ ڈرو خدا سے ڈرو خدا سے اپنے بیت اللہ کی رعایت کرنے میں جب تک تم زندہ ہو اُسے خالی نہ چھوڑو۔ (برابر حج و عمرہ بجا لاؤ) اگر تم اسے ترک کرو گے

تو عذاب خدا سے تمہیں مہلت نہیں ملے گی۔ اپنے اموال اپنے نفوس اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کرنے میں خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو تم پر لازم ہے۔ کہ آپس میں مواصلت اور احسان کرتے رہو۔ ایک دوسرے کی طرف رُخ نہ کرنے اور قطع رحمی سے الگ رہو۔ امر معروف اور نہی عن المنکر کو نہ چھوڑو ورنہ تمہارے اشرار و بدکردار تم پر حاکم ہو جائیں گے پھر تم درگاہِ خدا میں دعا کرو گے مگر وہ قبول نہ کی جائے گی۔

(نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ ص ۴۳۸
مطبوعہ یوسفی دہلی)

خلاصہ کلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آخری ایام کی وصیتیں اس امر کی وضاحت کر دیتی ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی ظالم کے ڈر سے کبھی بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ ہی آپ کی زبان سے کبھی حق کے خلاف آواز نکلی۔ خود بھی اسی کے پابند تھے اور اپنے بعد حسنین کو بھی اور دیگر اعزہ و اقارب کو بھی اسی کا پابند دیکھنا چاہتے تھے۔ اسی لیے انہیں بار بار وصیت فرمائی۔ کہ تمہاری زبان حق کے لیے کھلنی چاہیے۔ ظالم کی سرکوبی کرنا۔ مظلوم کی یاری و مدد کرنا کسی سے نہ ڈرنا۔ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو کسی حال میں بھی ترک نہ کرنا۔ بار بار خدا کا خوف یاد دلایا۔ اور یہاں تک فرما دیا۔ کہ اگر تم نے نیکی کا حکم اور بدی سے منع کرنا ترک کر دیا۔ تم پھر ایسے لوگوں کے ماتحت ہو جاؤ گے۔ جو نام و جابر ہوں گے۔ پھر تمہاری دعائیں بھی شرفِ قبولیت سے محروم ہو جائیں گی۔

جب خود بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ان اوصاف اور تعلیمات کے عامل تھے۔ اور اپنے بعد اپنے اہل و عیال کو بھی ان کا پابند دیکھنا چاہتے تھے۔ تو پھر ان کے بارے یہ کہ یہ

کہنا کہ مخالفوں سے ڈر کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احکام الٰہی سے روگردانی کی۔ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دیا۔ کتنا بڑا بہتان ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لگایا گیا ہے:

تردید امر چہارم:۔ حضرت علی کو گالی دینے کے جواز کی تردید احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس بات کو منسوب کرنا۔ کہ جب تمہیں کوئی مجھے گالی دینے کو کہے۔ تو اس کا کہنا مان لینا۔ کیونکہ مجھے گالی دینے سے میری زکوٰۃ اور تمہیں نجات حاصل ہو جائے گی۔ یہ بہت بڑی گستاخی ہے۔ اور دشمنی کی انتہا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

امالی شیخ صدوق:۔

لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ وَ مَنْ سَبَّنِيْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

(امالی شیخ صدوق مکتبہ حکمت قم ص ۶۰ مجلس الحادی وعشرون)

ترجمہ:۔

ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ جس نے علی کو برا بھلا کہا اس نے مجھے برا بھلا کہا۔ اور جس نے مجھے برا بھلا کہا اس نے اللہ عزوجل کو برا بھلا کہا۔

"مناقب ابن شہر آشوب"، کی ایک روایت۔

مناقب ابن شھر آشوب:۔

مَرَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِنَفَرٍ يَسُبُّوْنَ عَلِيًّا فَقَالَ اَيُّكُمْ

السَّابُّ اللّٰہَ فَاَنْکَرُوْا قَالَ فَاَیُّکُمُ السَّابُّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ فَاَنْکَرُوْا قَالَ فَاَیُّکُمُ السَّابُّ عَلِیًّا قَالُوْا فَھٰذَا نَعَمْ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ وَمَنْ سَبَّنِیْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰہَ فَقَدْ کَفَرَ۔

(مناقب ابن شہر آشوب مطبع علمیہ قم ص ۲۲۱
جلد سوم فی سبہ علیہ السلام)

ترجمہ:-

حضرت ابن عباس کا چند لوگوں سے گزر ہوا۔ جو حضرت علی کو گالی دے رہے تھے۔ ابن عباس نے ان سے پوچھا۔ تم میں سے کون اللہ کو گالی دے رہا تھا۔ سب نے کہا۔ کوئی بھی نہیں۔ پوچھا۔ تم میں سے اللہ کے رسول کو کون گالی دے رہا تھا۔؟ پھر سب نے انکار کر دیا۔ پوچھا۔ علی کو کون گالی دے رہا تھا۔؟ کہنے لگے ہم۔ تو ابن عباس نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی۔ اس نے اللہ کو گالی دی۔ پس اس نے کفر کیا۔

خلاصہ:-

مذکورہ احادیث و روایات سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والا، اللہ اور اس کے رسول کو گالی دے رہا ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کو گالی دیتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج۔ اب ان من گھڑت روایات کے موجد خود ہی بتائیں

کہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایسی اجازت دے سکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کوئی شخص کافر و مرتد ہو جائے؟ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جائے گا۔ کہ معاذ اللہ ان جھوٹی روایات کو اگر مان لیا جائے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو کافر اور مرتد ہونے کی اجازت دے رہے ہیں۔

جو لوگ اپنی بدعقیدگی کی وجہ سے اور اپنے من گھڑت عقیدہ ”تقیہ“ کی شان بلند کرنے کے لیے اس قسم کی واہی تباہی بکتے ہیں۔ انہیں اپنی آخرت کی فکر بھی کرنی چاہیے۔ اور کسی وقت یہ بھی سوچنا چاہیے۔ کہ ہم جن باتوں کی تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں۔ اس کا انجام کیا ہو گا؟ اور ہمیں اس کا کیا اجر ملے گا؟ یہ تو بات واضح ہے کہ ان فرسودہ اور من گھڑت روایات سے تمہارا ”تقیہ“ تو زندہ ہو جائے گا اور تمہارا مذہب بھی منظر عام پر آ جائے گا۔ لیکن ایمان کے نام کی کوئی چیز تمہارے پاس نہ رہے گی۔ خدا عقل دے۔ اور ہدایت پاؤ۔

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم